دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم جناب حضرات مفتیان کرام زاد

وبارک اللہ فی حیاتکم

ہمارے چند مسائل ہیں آپ حضرات سے ان کے بارے میں شریعت مطہرہ کا حکم معلوم کرنا ہے، ہماری رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

"جزاک اللہ خیراً"

(1) کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فی زمانہ بدعات و رسومات کا ہر طرف چرچا ہے، زندگی کے ہر شعبے سے متعلق لوگوں نے اپنے اپنے علاقہ میں مختلف قسم کے رسم و رواج جاری کر رکھے ہیں شہروں میں اور زیادہ تر دیہاتوں میں ایسی مساجد ہیں کہ جہاں قل، چالیسواں، ختم دیگر رسومات اور اسی طرح نماز جنازہ کے بعد امام صاحب کو دعا منگوانی پڑتی ہے

سوال یہ ہے کہ ایسی مساجد میں امامت اور تعلیم و تعلم کی ذمہ داری لینا شرعاً کیسا ہے، کیونکہ امام اور ذمہ دار کو بھی یہ ساری بدعات کرنا پڑتی ہیں بعض جگہ تو کوشش کرنے اور روکنے سے یہ سارے کام ختم ہو سکتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ہمارے حضرات بھی ان بدعات کے سرانجام دینے میں سرگرم ہیں اس بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

نیز ایسی جگہوں پر تبلیغ دین اور کام کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

ہمارے کچھ حضرات تو کہتے ہیں کہ ایسی جگہوں کی امامت کرواتے رہیں (1) اور آپ بھی ~~اسے~~ ابتداء میں یہ بدعات کرتے رہیں اور آہستہ آہستہ لوگوں کو سمجھائیں لیکن بندہ کے سامنے تو کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا کہ

(1) اور فقہ کا ضابطہ بھی ہے کہ بڑے ضرر کے مقابلے میں چھوٹے ضرر کو قبول کیا جا سکتا ہے چونکہ باطل اور غیر مذہب کے لوگ آ کر جب امام بنیں گے تو وہ عقائد بھی خراب کریں گے اور ہمارے لوگ جب امام بنیں گے تو اس سے عملی خرابی لازم آئیگی اور امید ہے کہ وہ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے اور عقائد کی خرابی چونکہ بڑی خرابی ہے اس سے تو لوگ کم از کم محفوظ رہیں گے۔ فقط: الوالحق

بہرحال جو بھی اس بارے میں شرعی حکم ہے ہمیں اس سے باخبر فرما دیں "جزاک اللہ خیراً"

Scanned by CamScanner

اسطرح عوام ان بدعات سے باز آگئی ہو بلکہ عوام (٩)
کے ساتھ امام بھی یہ بدعات سرانجام دیتا رہتا ہے
اور عناد و شغل والا معاملہ ہی جاری رہتا ہے نہ
کہ اتباع شریعت و سنت سے مزین انسانوں
کی پیداوار۔

بندہ کی نظر میں تو اسکا حل یہ ہے کہ ایسی
جگہوں کی مستقل ذمہ داری لینے کے بجائے درس
قرآن کریم کا سلسلہ صبح یا شام کسی وقت شروع
کر کے ان کو تبلیغ دین کی جائے یا وقتاً فوقتاً دینی
پروگرام منعقد کر کے ان کو سمجھایا جائے۔

اور اگر اہل بدعت کی مساجد میں موقع میسر نہ
ہو تو کسی علیحدہ گھر میں درس قرآن کریم کا
سلسلہ شروع کر دیا جائے

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور
رسالت میں گمراہ اور مشرکین لوگوں کے اعمال
کرنے کے بجائے "لکم دینکم ولی دین" فرمایا ہے
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی صحابیؓ و جانثار
کو ایسی جگہ کی ذمہ داری نہیں سونپی۔

(١٠)

(الف)
کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس
مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ و عیدین کس جگہ پڑھنا
درست ہے اور کس جگہ درست نہیں۔

(ب) 20، 30، 50، 100 جہاں گھر ہیں ایسی جگہوں پر
بھی آج کل لوگوں نے جمعہ و عیدین شروع کر رکھا
ہے، شرعاً ایسی جگہ جمعہ و عیدین پڑھنا درست
ہے یا نہیں؟ اگر جمعہ ایسی جگہ پڑھ لیا تو ظہر ذمہ سے
ساقط ہو جائیگی یا نہیں؟
اور عیدین پڑھنے سے ثواب ملے گا یا گناہ؟

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

ہمارے بعض احباب بھی ایک ایسی جگہ جمعہ
وعیدین شروع کرنا چاہتے ہیں کہ مسجد کے قریب
صرف دس سے بارہ گھر ہیں وہ بھی اکٹھے نہیں
بلکہ ذرا دور دور ہیں اسکے علاوہ تقریباً تقریباً دس
ایکڑ دور 100 یا 15 گھروں پر مشتمل ایک بستی
ہے اور ایک طرف 2 کلو میٹر اور ایک طرف سوا 1¼
کلو میٹر دور قصبے ہیں جہاں دکانیں بھی ہیں
آٹا پیسنے والی چکیاں بھی ہیں، دیگر ضروریات زندگی کی
اشیاء بھی ملتی ہیں گھروں کی تعداد بھی کثیر تعداد میں ہے
ایسی جگہ جمعہ وعیدین پڑھنا درست ہے
یا نہیں؟
نیز جس جگہ جمعہ وعیدین پڑھنا درست
نہیں اس جگہ جمعہ وعیدین پڑھنے پڑھانے اور
یہ کام شروع کرنے والے کے بارے میں شریعت
مطہرہ کا کیا حکم ہے؟
قرآن کریم وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور
فقہ حنفی کی روشنی میں مفصل ومدلل بیان
فرما دیں۔

جزاک اللہ خیراً

دار الافتاء

المستفتی: مولوی محمد الخالق، وہاڑی
رابطہ نمبر: 0303-0739017

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدًاو مصلیًا

(۱)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں اگر امامت اور تعلیم و تعلم کی ذمہ داری لینے کی صورت میں بدعات کا ارتکاب نہ کرنا پڑے اور آئندہ امید بھی ہو کہ رفتہ رفتہ بدعات بھی مسجد میں ختم ہو جائیں گی، تو پھر امامت اور تعلیم وغیرہ کی ذمہ داری لینا جائز ہے، لیکن اگر ذمہ داری لینے کی صورت میں صریح بدعات کا ارتکاب کرنا پڑے گا تو پھر یہ امامت اور تعلیم کی ذمہ داری لینا ناجائز ہے (ماخوذ من امداد السائلین ۱/ ۱۴۸)۔

(۲)۔۔۔واضح رہے کہ جمعہ کی صحت کیلئے جو شرائط ہیں سوائے خطبہ کے عیدین کیلئے بھی وہی شرائط ہیں اور حضراتِ فقہاءِ احناف ؒ کے نزدیک جمعہ صحیح ہونے کے لیے شہر، فناءِ شہر، قصبہ یا بڑے گاؤں کا ہونا ضروری ہے، اور قصبہ کی تعریف ہمارے عرف کے مطابق یہ ہے:

جہاں آبادی چار ہزار (۴۰۰۰) کے قریب یا اس سے زیادہ ہو، اور ایسا بازار موجود ہو جس میں دوکانیں چالیس پچاس متصل ہوں، اور بازار روزانہ لگتا ہو، اور اس بازار میں ضروریات روزمرہ کی ملتی ہوں، مثلاً جوتہ کی دوکان بھی ہو، اور کپڑے کی بھی، عطار کی بھی ہو، بزاز کی بھی، غلہ کی بھی ہو اور دودھ گھی کی بھی، اور وہاں ڈاکٹر یا حکیم بھی ہوں، معمار و مستری بھی ہوں، وغیرہ وغیرہ اور وہاں ڈاکخانہ بھی ہو، اور پولیس کا تھانہ یا چوکی بھی ہو، اور اس میں مختلف محلے مختلف ناموں سے موسوم ہوں، پس جس بستی میں شرائط موجود ہوں وہاں جمعہ صحیح ہو گا، ورنہ صحیح نہ ہو گا۔(ماخذہٗ امداد الاحکام ۱/ ۷۵۶)

مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق جن جگہوں میں جمعہ کی شرائط نہ پائی جائیں وہاں جمعہ اور عیدین قائم کرنا جائز نہیں، بلکہ ان لوگوں پر جمعہ کی جگہ ظہر کی نماز پڑھنا ہی واجب ہے، جمعہ یا عیدین کی نماز پڑھنے سے وہ گنہگار ہونگے، اور ظہر کی نماز ان کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگی، بلکہ اس کی قضاء ضروری ہوگی۔

سوال میں جس جگہ کے بارے میں آپ نے جمعہ کا پوچھا ہے، اور اس کے جو کوائف بیان کئے ہیں، ان کے مطابق وہ بہت چھوٹی بستیاں ہیں، مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق وہاں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (۲ / ۱۶۶)

(تجب صلاتهما) في الأصح (على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) المتقدمة (سوى الخطبة) فإنها سنة بعدها،

وفي القنية: صلاة العيد في القرى تكره تحريما أي لأنه اشتغال بما لا يصح لأن المصر شرط الصحة

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ١٣٧)

(ويشترط لصحتها) سبعة أشياء:

الأول: (المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها) وعليه فتوى أكثر الفقهاء

(قوله ويشترط إلخ) قال في النهر: ولها شرائط وجوبا وأداء منها: ما هو في المصلى. ومنها ما هو في غيره والفرق أن الأداء لا يصح بانتفاء شروطه ويصح بانتفاء شروط الوجوب ونظمها بعضهم فقال:

وحر صحيح بالبلوغ مذكر ... مقيم وذو عقل لشرط وجوبها

ومصر وسلطان ووقت وخطبة ... وإذن كذا جمع لشرط أدائها

الفتاوى الهندية (١/ ١٢١)

.كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاؤها سواء ترك عمدا أو سهوا أو بسبب نوم وسواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (٢ / ١٣٨)

ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر، وهذا إذا لم يتصل به حكم، فإن في فتاوى الديناري إذا بني مسجد في الرستاق بأمر الإمام فهو أمر بالجمعة اتفاقا على ما قال السرخسي اهـ فافهم والرستاق القرى كما في القاموس.

(٣)۔۔۔واضح رہے کہ ۱۵۰ یا کم وبیش گھروں والی آبادی یا ایسے گاؤں جہاں برسوں سے جمعہ ہو رہا ہوں ان میں جمعہ کو جاری رکھنا یہ حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، لیکن دیگر معتبر اردو فتاویٰ جیسے امداد الفتاویٰ، امداد الاحکام اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند وغیرہ میں ایسی جگہوں (جو شہر یا بڑے قصبہ نہ ہوں) میں اقامتِ جمعہ کے عدمِ جواز کی تصریح کی گئی ہے اور یہی قول راجح ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

محمد اویس

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۹/ربیع الاوّل/۱۴۴۰ھ

08/دسمبر/2018ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۹/ربیع الاول/۱۴۴۰ھ

08/دسمبر/2018ء

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۲۹/۳/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

۱/۴/۱۴۴۰ھ

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹۸/۲۳۱
۱۴۴۰/۴/۱
۲۰۱۸/۱۲/۹

Scanned by CamScanner